شہید عشق محمد ﷺ

غازی علم الدین رحمتہ اللہ علیہ

تحریر و تحقیق: افتخار احمد حافظ، قادری راولپنڈی

31 اکتوبر کا دن اور تاریخ ہمیں ہمیشہ پاک و ہند کی ایک عظیم شخصیت، اُمت محمدیہ کے ایک نامور و روشن ستارے شہید عشق محمد ﷺ حضرت غازی علم الدین کی یاد دلاتا رہے گا۔ انہوں نے عشقِ نبی اکرم ﷺ سے سرشار ہو کر پھانسی کے پھندے کو دل کی اتھاہ گہرائیوں اور عشق و محبت سے اس طرح قبول کیا کہ جیسے کوئی فاتح اپنی فتوحات سے ہمکنار ہونے کے بعد پھولوں کے گجروں کو اپنے ماتھے کا جھومر بنالیتا ہے۔

یہ تقریباً کوئی ایک صدی پہلے کی بات ہے کہ جب شہیدوں کی شان اور غازیوں کے سُرخیل حضرت غازی علم الدین علیہ الرحمہ نے شہر لاہور میں ایک ہندو شاتمِ رسول راجپال کا کام تمام کر کے اپنے نبی ﷺ سے عشق حقیقی کا ثبوت پیش کیا تھا۔

غازی علم الدین شہید 3 دسمبر 1908 کو کوچہ چابک سواروں میں ایک بڑھئی (کارپینٹر) طالع مند کے گھر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے محلے کے ایک مدرسے میں حاصل کی اور تعلیم سے فراغت کے بعد آپ اپنے آبائی پیشہ سے منسلک ہو گئے۔ آپ کا گھرانہ متوسط گھرانوں میں شمار ہوتا تھا۔

آج 31 اکتوبر ہے، اس لیے اس دن کی مناسبت سے اس عظیم الشان عاشق رُسول ﷺ کے احوال کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آج آپ کا عرس مبارک قبرستان میانی صاحب لاہور میں شایان شان طریقے سے منایا جارہا ہے۔

لاہور کے ایک ہندو راجپال نامی ناشر کتب نے ہمارے نبی آخر الزمان ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرتے ہوئے ایک دل آزار کتاب شائع کی، جس نے اہل ایمان کے جذبات کو انتہائی مجروح کیا اور مسلمانوں میں سخت غم و غصے کی لہر دوڑ گئی، جس پر مسلمان راہنماؤں نے اس کتاب کو ضبط کرنے اور ناشر راجپال کے خلاف تادیبی کاروائی عمل میں لانے کا مطالبہ کیا۔ جس پر اُس وقت کی انگریز حکومت نے راجپال کو صرف 6 ماہ کی قید کی سزا سنائی مگر کتاب ضبط کرنے کا مطالبہ رد کر دیا گیا۔

اب راجپال کو جہنم واصل کرنے کی کوششیں شروع ہوئیں اور سب سے پہلے ایک شخص جس کا نام خدا بخش تھا، اُس نے شاتم رسول راجپال کو 24 دسمبر 1928 کو اس کی دکان پر نشانہ بنایا لیکن راجپال نے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ خدا بخش گرفتار ہوا اور بعد ازاں اُسے سات سال کی قید کی سزا سنا دی گئی۔ دوسرے نمبر پر افغانستان سے ایک مردِ مجاہد عبدالعزیز کفن باندھ کر گھر سے نکلے اور لاہور پہنچنے پر راجپال کی دکان کا رخ کیا مگر وہ بدبخت دکان میں موجود نہ تھا۔ یوں راجپال ایک بار پھر بچ گیا کیونکہ اس کو واصل جہنم کرنے کی سعادت روزِ ازل سے کسی ازلی خوش بخت کی قسمت میں لکھی جا چکی تھی۔

مختلف روایات اور مشاہیر کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ علم الدین شہید ایک دن دلی دروازے پر ہجوم دیکھ کر رک گئے، جہاں راجپال کے خلاف تقریریں ہو رہی تھیں اور جس بات نے غازی علم الدین کو سب سے زیادہ آگ بگولہ کیا وہ راجپال کی نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہونا تھا۔ غازی علم الدین شہید گھر واپس لوٹے تو اپنے والد ماجد سے اس سارے واقعہ کی تصدیق و تائید حاصل کی اور اُس کے بعد وہ اپنے دوست شیدے اور پھر اُس کے دوست کی مدد سے راجپال کا حلیہ، ہسپتال روڈ پر واقع اُس کی دکان کا پتہ اور دیگر معلومات اکٹھی کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

ایک اور روایت اس طرح بھی بیان کی جاتی ہے کہ ان ساری باتوں کی تصدیق کے بعد غازی علم الدین شہید کا دل بے قرار اور بے چین رہا کرتا تھا۔ پھر ایک رات انہیں خواب میں ایک بزرگ کی زیارت نصیب ہوئی اور انہوں نے غازی علم الدین سے کہا "پیارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی ہو رہی ہے اور تم ابھی تک سو رہے ہو، اُٹھو اور جلدی کرو"۔

اس خواب کے بعد غازی علم الدین فوری اُٹھے اور سیدھے اپنے دوست شیدے کے گھر پہنچ گئے۔ اُس سے ملاقات کے بعد پتہ چلا کہ شیدے کو بھی وہی خواب آیا ہے۔ دونوں کو اس بزرگ نے راجپال کا کام تمام کرنے کا کہا تھا۔ اس لیے دونوں میں یہ بحث چل پڑی کہ یہ کام کون کرے گا؟ دونوں ہی یہ سعادت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس کے بعد دونوں نے فیصلہ کیا کہ اس کام کے لیے قرعہ اندازی کی جائے۔ قرعہ اندازی میں تین بار یہ سعادت، ازلی سعادت مند علم الدین کو ملی۔ اس کے بعد شیدے کو پیچھے ہٹنا پڑا اور غازی علم الدین راجپال کا کام تمام کرنے پر مامور

ہوئے۔

غازی علم الدین کا کردار

غازی علم الدین شہید 16 اپریل 1929ء کو دن ایک بجے ایک کھوکھے والے کی نشان دہی پر راجپال کی دکان میں داخل ہوئے۔ پہلے راجپال کو پہچانا اور پھر ایک ہی وار میں اُس کا کام تمام کر دیا، اس واقعہ کی دکان کے ملازم نے تھانہ انارکلی کو فوراً اطلاع کر دی اور غازی علم الدین نے اس واقعہ کا اعتراف کرتے ہوئے گرفتاری پیش کر دی۔

گرفتاری کے بعد کیس چلا اور مورخہ 22 مئی 1929ء کو سیشن کورٹ کے جج نے غازی علم الدین کو سزائے موت کا حکم سنا دیا۔ ہائی کورٹ میں اپیل کے لیے جناب قائداعظم محمد علی جناح علیہ رحمہ کی خدمات حاصل کی گئیں لیکن مورخہ 7 جولائی 1929ء کو ہائی کورٹ کے ایک لارجر بینچ نے سیشن کورٹ کی سزا اُس وقت بحال کر دی جب غازی علم الدین شہید نے اس واقعہ کا دوبارہ اعتراف بھری عدالت میں کر لیا۔ یوں اپیل خارج ہوگئی۔ اپیل خارج ہونے کی اطلاع جب علم الدین شہید تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”شکر الحمد اللہ، میں یہی چاہتا تھا، بزدلوں کی طرح قیدی بن کر ناموس رسالت ﷺ پر اپنی جان فدا کرنا، میرے لیے ہزار ابدی سکون و راحت ہے“۔

محمد ﷺ کو میری آنکھوں سے دیکھو

کسی نے جا کہ علم الدین سے پوچھا
تُو حکم قتل سن کر بھی ہے، ہشاش
تجھے مرنے کا اپنے کیا نہیں غم
کہ آتا ہے نظر ہشاش بشاش
کہا اُس مرد غازی نے یہ سن کر
سنو کرتا ہوں میں راز دلی فاش
میں سنتا ہوں محمد ﷺ کہہ رہے ہیں

کہ علم الدین خوش آئی وخوش باش

یہ مژدہ سن کے سیروں بڑھ گیا خون

نظر آؤں میں کیوں غمگین وطیاش

محمد ﷺ کو میری آنکھوں سے دیکھو

پڑے ہو کیوں جہاں میں مثل خفاش

لاہور کے ایک مشہور و معروف پنجابی شاعر عشق لہر نے علم الدین شہید سے میانوالی جیل میں پھانسی سے ایک یا دو دن پہلے ملاقات کی۔عاشق رسول ﷺ علم الدین نے کہا؛ استاد میرا دل تمھیں ملنے کو چاہ رہا تھا، الحمدللہ! تم خود ہی ملنے آگئے ہو، استاد عشق لہر نے جواب دیا یہ تمھاری دلی کشش کا نتیجہ ہے، مجھے خیال آیا کہ چلو علم الدین کا دیدار کر آئیں۔ جس پر علم الدین نے کہا کہ آپ نے اگر میرے حسب حال کوئی شعر کہے ہوں تو مجھے سناؤ۔استاد عشق لہر نے جواب دیا! اگلے روز تم سے تمھاری والدہ ماجدہ ملنے کے لیے آئی تھیں، مامتا کی ماری کے بے اختیار آنسو نکل آئے، تو تم نے انہیں کہا کہ خبردار! جس کو مجھ سے رو کر ملنا ہے، وہ بالکل نہ آئے۔علم الدین! تم جانتے ہو کہ شاعر کس قدر رقیق القلب ہوتے ہیں، اگر شعر سناتے ہوئے میرا دل بے قابو ہو گیا تو پھر تم مجھ سے بھی ناراض ہو جاؤ گے۔اس پر نوجوان علم الدین رحمتہ اللہ علیہ نے کہا، ”استاد! دل کو خوب قابو میں رکھ کر مجھے شعر سناؤ، اگر تم بھی رونے لگے تو پھر میں تم سے بھی منہ پھیر لوں گا۔استاد جی! میرا دل مکمل طور پر مطمئن ہے، میں جو کچھ دیک رہا ہوں، اگر تم بھی دیکھ لو تو بہ خُدا تو کبھی غمگین نہ ہو گے۔اے استاد! میں تو بڑی بے تابی سے اُس ساعت کا انتظار کر رہا ہوں کہ یہ رشتہ حیات مستعار ٹوٹے اور جان غم ہستی فانی سے چھوٹے“۔

محبت و عشق سے بھرپور یہ پُر کیف گفتگو جاری تھی کہ استاد عشق لہر نے بڑے حوصلے اور ضبط سے کام لیتے ہوئے حضرت علم الدین کے سامنے یہ شعر پڑھنے شروع کیے۔

علم الدین، محمد ﷺ دے ناں اُتوں

میاں جان جوانی نے واریا ای

آفرین غازی، تیرے حوصلے دے

راجپال کم نوں ماریا ای

جہیڑا اچکیا بوجھ محبتاں دا

چڑھ کے دار تے سروں اتاریا ای

بیڑا ڈوب کے نبی ﷺ دے دشمناں دا

علم دین توں کل نوں تاریا ای

ان شعروں کا مفہوم اردو میں کچھ اس طرح سے ہے۔

ا اے علم دین! تو نے محمد ﷺ کے نام پر اپنی جان اور جوانی کو قربان کر دیا ہے۔

۲ اے غازی تو نے راجپال کو مارنے میں جس حوصلے کا ثبوت دیا، وہ لائق تحسین وآفرین ہے۔

۳ تو نے حُب نبی ﷺ کی جو ذمہ داری قبول کی تھی، اُس سے تو سولی پر چڑھ کے سبکدوش ہوگیا ہے۔

۴ تو نبی ﷺ کے دشمنوں کا بیڑا غرق کر کے تمام قوم کو پار لے کر اترا ہے۔

وچ چودھویں صدی دے ہویا روشن

تیرا عشق او عاشق حضور دے آ

جھُوٹا دار پینگ نے جھُوٹیا ای

شوق نال ساتھی منصور دے آ

سب دی اکھیاں وچ سما گیا ایں

علم دین توں ذرہ ایں طور دے آ

عشق لہر دی عرض دربار اندر

پہلے کریں مسافر دور دے آ

ا اے رسول ﷺ کے عاشق! چودھویں میں تمھارا نام روشن ہوگیا ہے۔

۲ اے منصور کے ساتھی! تُو نے تو شوق سے دار کی پینگ کا جھونٹا لیا۔

۳ اے طور کے ذرے علم دین! تُو سب کا سرمہ چشم بن گیا ہے۔

۴ جب تو دربارِ محمدی ﷺ میں حاضر ہو تو عشق لہر کے لیے سفارش شفاعت کرنا

حضرت علم الدین شہید، استاد عشق لہر کے یہ شعر سن کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے، اے استاد! میں کوئی شاعر تو نہیں مگر میں نے بھی کچھ اشعار کہے ہیں۔ یہ سن لو، میری درخواست ہے کہ ان شعروں کا مضمون تم اپنے الفاظ میں ادا کر کے میری طرف سے پیش کر دینا۔

حضرت غازی علم الدین شہید کا کلام

ہتھ یار دے نظر قرآن آیا تاں پھر چُمیا ادب آداب کر کے
شالا ہتھ سڑے ملے سزا مینوں ہتھ لایا جے بھیڑی نگاہ کر کے
قسم ہے رب دی دوستا، آکھدا واں قدمی ڈگا سائیں دلربا کر کے
علم دین جناب نے زبردستی دتا رتبہ، تے اپنی شفاعت کر کے

دن ہفتے دا میں مہربان جاواں اللہ بخشی سی ایہ مراد مینوں
قسم رب دی بندہ نہ نال کوئی مدد دتی سی اللہ جلال مینوں
خنجر ماریا سی حکم رب دے نال ایہو دل وچ مراد مینوں
علم دین میاں ڈر موت تھی نہیں جھنڈے نبی دے نال ہی پیار مینوں

حضرت غازی علم الدین شہید کے اس کلام کو استاد عشق لہر نے اس طرح تحریر کیا۔

سُتا پیاساں کسے خیال اندر، جاگے بھاگ، وصال دی رات آئی
طاقت نہیں ہن کراں بیان مُنہ ہوں، جو جو نظر مینوں کرامات آئی
کسے پاسیوں نور دے چڑھے بدل، ہندی رحمتاں دی برسات آئی
وِدھ کے کسے بزرگ نے کہیا مینوں، تیرے پاس محمد ﷺ دی ذات آئی
لُوں لُوں کرن توہین توں گھوگ سُتوں، اُٹھ جاگ لے تیری بارات آئی
علم دین کھلی اکھ سوچ داساں، راجپال والی یاد بات آئی

پیسے خرچن نوں ملے، تے چھری لے لئی، دل وچ لگی اوہدی گھات میاں

دن ہفتے داد شمن نوں ماریا، جد میرے نال سی رب دی ذات میاں

ویلا ہویا حضور ﷺ دالے بدلا، مینوں ملی پھر میری برات میاں

علم دین محبت دی ملی دولت، دتی جان سی میں سبھ زکوۃ میاں

پیر آف سیال شریف کی غازی علم الدین سے ملاقات

شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی غازی علم الدین سے ملاقات کے لیے میانوالی جیل میں تشریف لے گئے۔غازی صاحب کی کوشش تھی کہ سلاخوں کے پار سے دست بوسی میں پہل کریں مگر خواجہ صاحب نے اس میں سبقت حاصل کرلی اور غازی صاحب کو اس عظیم اعزاز پر مبارک باد دی کہ یہ سعادت عظمی آپ کا مقدر تھی کہ آپ نے گستاخ راجپال کو جہنم رسید کیا۔

پیر صاحب نے استفسار فرمایا کہ غازی صاحب !اس کارنامے سے پہلے کے احوال اور بعد کے احوال میں آپ کیا فرق محسوس کرتے ہیں ۔اس پر غازی صاحب نے فرمایا، حضور! میں نے تین فرق محسوس کیے۔

پہلا فرق یہ کہ مجھے جیل کی کوٹھری میں دن کی روشنی اور کھلی آنکھوں کے ساتھ روزانہ حضور ﷺ کی زیارت شرف حاصل ہوتا ہے۔

دوسرا فرق یہ کہ میں ایک کم پڑھا لکھا مزدور آدمی تھا مگر اب جیل میں مجھے الحمد سے والناس تک قرآن پاک ازبر ہو گیا ہے۔

تیسرا فرق یہ کہ بروز اتوار کے دن میری پھانسی کا اعلان کیا گیا ہے۔لیکن ایسا ممکن نہیں ، کیونکہ میرے آقا نبی کریم ﷺ نے مجھے خوش خبری عطا فرمائی ہے کہ علم الدین ! ہم خمیس ،یعنی جمعرات کو تمہارا استقبال کریں گے اور پھر اسی طرح ہوا، انگریز نے ملک گیر بھرپور احتجاج کے باعث اتوار والی پھانسی کو ملتوی کر کے جمعرات کو غیر اعلانیہ پھانسی دے دی۔

یوم شہادت حضرت غازی علم الدین شہید

جمعرات 26 جمادی الاول 1348 ہجری، بمطابق 31 اکتوبر 1929ء شہر میانوالی کی تاریخ میں ایک عظیم الشان دن ہے کیونکہ اس دن میانوالی کی جیل میں رسول اللہ ﷺ کی حرمت پر قربان ہونے والے شیر دل غازی علم الدین کو تختہ دار پر شہادت دے دی گئی۔

پھانسی سے قبل غازی علم الدین شہید نے حسب معمول نماز تہجد ادا کی پھر نماز فجر کی ادائیگی کے بعد قبلہ رخ بیٹھے رہے کہ اسی اثناء میں مجسٹریٹ اور داروغہ جیل نے آ کر آپ کو خبر دی کہ جس گھڑی کا تمھیں انتظار تھا وہ آن پہنچی ہے۔جس پر عاشق جانباز بولا! میں بھی خوشی سے تیار ہوں۔دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور حاضرین سے کہا میں نے ہی حرمت رسول کے تحفظ کے لیے راجپال کو قتل کیا ہے۔تم سب گواہ رہنا کہ میں عشق رسول ﷺ میں کلمہ شہادت پڑھ کر جان دیتا ہوں۔اُس کے بعد آپ تختہ دارِ شہادت کی طرف آئے، اُس کو بوسہ دیا، کیونکہ آپ ہر اس شے کو مبارک سمجھتے تھے جو انہیں بارگاہِ حبیب ﷺ میں پہنچانے کا ذریعہ بنے۔تختہ جب گرا تو شہید کی روح مبارک انتہائی آرام و اطمینان سے پرواز کر گئی۔اُس نے جسم کو تڑپنے اور پھڑکنے کی بھی تکلیف نہ دی، گویا حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عاشق رسول کی جان رسے پر لٹکنے سے پہلے ہی قبض کر لی ہو۔انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت غازی علم الدین شہید کے ایک عاشق نے آپ کا قطعہ تاریخ وفات اس طرح رقم فرمایا ہے۔

قطعہ تاریخ سال وفات شہید اُمت

بُجرم عشق محمد اسیر علم الدین ۔۔۔ چُومہ باوجِ حمیت منیر علم الدین
برائے سالِ وفاتش بگفت ھاتفِ غیب ۔۔۔ شہید عشق محمد کبیر علم الدین

حوالگی جسد شہید اور لاہور میں تدفین

مورخہ 4 نومبر 1929ء کو عاشق رسول ﷺ کے جسد خاکی کو میانوالی سے لاہور لانے کا مطالبہ لے کر مسلمانوں کی مقتدر شخصیات کے ایک وفد نے گورنر پنجاب سے ملاقات کی اور ذمہ داران کو پُرامن تدفین کا یقین دلایا۔جس پر مورخہ 13 نومبر 1929ء کو مجسٹریٹ مرزا مہدی حسن اور سید مراتب علی شاہ کی سربراہی میں ایک وفد میانوالی روانہ

ہوا۔ 14 نومبر کو شہید کا جسد خاکی وصول پایا اور 15 نومبر کو محکمہ ریلوے نے عاشق رسول ﷺ کا جسد خاکی لاہور کینٹ میں حضرت علامہ محمد اقبال اور سر محمد شفیع کے حوالے کیا۔

شہید علم الدین کا تاریخی جنازہ

اسلامی تاریخ میں عاشقان رسول ﷺ کے جو جنازے بڑی دھوم دھام سے نکلے، اُن میں علم الدین شہید کا جنازہ بھی شمار ہوتا ہے اور لاہور کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ کہلاتا ہے۔ جنازے کا جلوس ساڑھے پانچ میل لمبا تھا اور اس میں کم وبیش 6 لاکھ عاشقان رسول ﷺ نے شرکت کی۔ تدفین کے انتظامات کی سر پرستی مولانا ظفر علی خان ،علامہ اقبال اور سید دیدار علی شاہ نے فرمائی۔ پہلی نماز جنازہ خطیب مسجد وزیر خان مولانا شمس الدین نے پڑھائی او دوسری نماز جنازہ سید محمد دیدار علی شاہ الوری محدث لاہوری نے پڑھائی۔اس تاریخی موقع پر حضرت علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ ہم ساری زندگی فلسفہ پڑھتے رہے لیکن عشقِ رسول ﷺ میں کوئی مقام نہ حاصل کر سکے، جب کہ غازی علم الدین نے عشق رسول کا ایسا باب رقم کیا کہ چند ہی لمحوں میں عاشق رسول ثابت ہوا اور غازی وشہید کے عظیم رتبے سے سرفراز ہوا۔ حضرت مولانا دیدار علی شاہ اور علامہ اقبال نے شہید علم الدین کو اپنے ہاتھوں سے لحد میں اُتارا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

شہید عشق محمد ﷺ حضرت غازی علم الدین ؒ کا مزار پر نور قبرستان میانی صاحب لاہور معروف ومشہور ہے اور ہر سال 31 اکتوبر کو شایان شان طریقے سے آپ کا عرس مبارک منایا جاتا ہے۔ آئیں ہم سب مل کر ایک بار سورہ فاتحہ شریف اور اول وآخر درود شریف پڑھ کر شہید عشق محمد کی روح کو ایصال ثواب کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالی آپ کے درجات میں مزید سے مزید بلند فرمائے اور شہید عشق محمد ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے عشق مصطفیٰ کریم کی ایک چنگاری کو ہمارے مردہ دلوں میں بھی سُلگا دے۔ آمین یارب العالمین